نقد واستدراک

عبداللہ یوسف علی کا ترجمۂ قرآن چند اصلاح طلب مقامات کا ایک تنقیدی جائزہ

جناب عبدالطیف اعظمی

سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی کے شمارہ اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۹۲ء میں جناب امین الحسن رضوی صاحب کا ایک مضمون "عبداللہ یوسف علی صاحب کا انگریزی ترجمۂ قرآن (چند اصلاح طلب مقامات) کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کے کافی عرصے کے بعد، فاضل مضمون نگار نے اپنے ایک نجی خط میں راقم الحروف کو اس کی اشاعت کی اطلاع دی اس کے بعد ابھی پچھلے دنوں علی گڑھ جانے کا اتفاق ہوا تو حسب معمول مولانا سید جلال الدین عمری صاحب سے ملنے کے لیے ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کے دفتر گیا تو محض جذبۂ تجسس کے تحت تحقیقاتِ اسلامی کے زیر بحث شمارے کو خرید لیا۔ جب اپنی قیام گاہ پر واپس آنے کے بعد رضوی صاحب کے مضمون کو پڑھا تو بڑی حیرت ہوئی اور افسوس بھی کہ اتنے اہم مضمون کا حق ادا کرنے کے لیے جس قدر محنت اور تحقیق و تفتیش کی ضرورت تھی، اس کا دسواں حصہ بھی ادا نہیں کیا گیا ہے۔ میرے اپنے خیال کے مطابق ضروری تھا کہ رضوی صاحب، اپنے مجوزہ اور مطلوبہ اصلاح طلب مقامات کی تائید وحمایت میں انگریزی کے مشہور اور مستند تراجم کے حوالے اور اقتباسات دیتے اور اختلافی الفاظ کے صحیح معانی کے لیے انگریزی سے عربی اور عربی سے انگریزی لغات سے استشہاد کرتے۔ مگر مضمون کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ ان میں سے کچھ بھی کرنے کی انھوں نے زحمت نہیں کی ہے۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا کہ تصویر کا دوسرا رخ بھی پیش کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس فیصلے میں ایک نیک اور صالح جذبہ یہ بھی تھا کہ رضوی صاحب کے زیرِ بحث مضمون سے مرحوم کے ترجمے کے بارے

میں جن غلط فہمیوں کا امکان ہے، نیز مرحوم کے ساتھ جو ناانصافی ہوئی ہے، شعوری یا غیر شعوری طور پر، اس کی بہ طریق احسن تلافی ہو جائے۔

فاضل مضمون نگار نے اپنے مضمون کے بالکل شروع میں لکھا ہے: "اس وقت برصغیر ہند و پاک میں قرآن شریف کے دو انگریزی تراجم زیادہ معروف و مقبول ہیں: ایک تو عبداللہ یوسف علی صاحب کا کیا ہوا جو "ہولی قرآن ــ ٹکسٹ وٹرانسلیشن اینڈ کمنٹری"[۱] کے نام سے دستیاب ہے اور دوسرا محمد مارماڈیوک پکتھال (عیسائی نژاد نومسلم) کا جو "مینِنگ آف دی گلوریس قرآن"[۲] کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔"

موصوف نے اگرچہ انگریزی کے دو مترجمین قرآن کا ذکر کیا ہے، مگر نہ جانے کیوں صرف علامہ یوسف علی مرحوم کی مختصر سوانح درج کی ہے۔ پکتھال مرحوم کی نہیں۔ اس کمی کو خاکسار پورا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

لاہور (پاکستان) سے اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے نام سے کئی جلدوں میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے، جس کی پانچویں جلد میں موصوف پر ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس کی تلخیص ذیل میں پیش کرتا ہوں۔ مصنف کے اصل الفاظ کو زیادہ سے زیادہ برقرار رکھنے کی کوشش کروں گا۔

اصل نام: مارماڈیوک ولیم پکتھال۔ اسلامی نام: محمد مارماڈیوک۔
پیدائش: ۱۷/اپریل ۱۸۷۵ء بہ مقام لندن۔
وفات: ۱۸/مئی ۱۹۳۶ء بہ مقام کارن وال۔

ابتدائی تعلیم لندن میں حاصل کی۔ انھیں یورپ کی فضا پسند نہ تھی اور وہ طبعاً مشرقی ممالک کی آب و ہوا میں زندگی گزارنے کی آرزو رکھتے تھے۔ ۱۸۹۴ء میں انھیں شام اور مصر میں قیام کرنے اور مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت اور دینی تعلیمات کے مطالعہ کا موقع ملا۔ کچھ

[۱، ۲] فاضل مضمون نگار نے یہ دونوں نام انگریزی رسم خط میں لکھے ہیں، لیکن چونکہ اردو مضامین میں انگریزی الفاظ اور عبارت کی کتابت میں اچھی خاصی مشکلات پیش آتی ہیں، اس لیے راقم الحروف بالعموم ایسے انگریزی نام اور الفاظ کو اردو رسم خط میں لکھتا ہے، جن کے پڑھنے میں کوئی خاص دقت پیش نہ آئے۔ اس اصول پر آئندہ بھی عمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اعظمی۔

عرصے تک بیروت میں قیام کیا، جہاں انھوں نے ایک دیہاتی مدرس کی مدد سے عربی بولنے کی مشق کی۔

۱۹۲۰ء کے اواخر میں وہ بمبئی کے ایک صاحب دل، عمر سبحانی کی دعوت پر بمبئی تشریف لائے اور بمبئی کرانیکل کے ایڈیٹر مقرر ہوئے اور ستمبر ۱۹۲۴ء تک اس کی ادارت کے فرائض ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ سر راس مسعود اور سر اکبر حیدری کی دعوت پر حیدرآباد گئے اور محکمۂ تعلیم میں ان کا تقرر ہوگیا۔ ۱۹۲۷ء میں ایک بورڈ کی سرپرستی میں، جس کے صدر سر اکبر حیدری تھے اور سکریٹری نواب یاور جنگ، اسلامک کلچر کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ نکالا۔ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں نظام دکن نے انھیں اس لیے رخصت دی تاکہ وہ قرآن مجید کے نامکمل ترجمے کو مکمل کرسکیں، جسے وہ چند سال پہلے شروع کرچکے تھے۔ جب یہ ترجمہ مکمل ہوگیا تو قاہرہ کے مشہور دانشور احمد بے الغمراوی اور ازہر یونیورسٹی کے رکٹر شیخ مصطفیٰ المراغی کے صلاح و مشورے سے اپنے ترجمے کی نظر ثانی کی۔ اس کے بعد یہ ترجمہ ۱۹۳۰ء میں "گلوریس قرآن" کے نام سے شائع ہوا، جس کے بارے میں اردو دائرۂ معارف اسلامیہ کے فاضل مضمون نگار نے لکھا ہے کہ: "یہ ترجمہ صحت، سلاست اور فصاحت کے لحاظ سے مقبول تراجم میں شمار ہوتا ہے" [۲۹]

جنوری ۱۹۳۵ء میں پکتھال مرحوم حیدرآباد ایجوکیشن سے استعفا دے کر لندن چلے گئے۔ مگر اس کے بعد بھی سہ ماہی اسلامی کلچر (حیدرآباد) کی ادارت کے فرائض حسب معمول انجام دیتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے پوری سرگرمی کے ساتھ کام کرتے رہے۔

اپنی عمر کے آخری حصے میں کارن وال میں اپنی بعض کتابوں کی نظر ثانی میں مشغول تھے کہ وقت موعود آگیا اور مختصر علالت کے بعد بروز منگل بتاریخ ۱۸ رمئی ۱۹۳۶ء اپنے مولا کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی ۲۳ کتابیں ان کی علمی یادگار ہیں۔ ان کی آخری کتاب: "الاثین — لائف آف دی ہولی پرافٹ ہے۔ (مطبوعہ: کراچی ۔ ۱۹۵۹ء)

پکتھال مرحوم کو ترکی سے بڑی محبت اور لگاؤ تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں ترکی کی سیاسی اور معاشرتی زندگی کے مطالعہ کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس

آنے کے بعد اپنے مشاہدات کو مقالوں کی صورت میں لکھا جو "نیو ایج" میں سلسلہ وار شائع ہوئے۔ اس وقت تک ان کے دل میں اسلام کی صداقت اور سچائی گھر کر چکی تھی چنانچہ انھوں نے اسی زمانے میں مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا (صفحہ ۶۳۸) اور اس کے بعد اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنی زندگی کا مطمح نظر بنا لیا۔ چنانچہ اپنی آخری سانس تک اس خدمت کو انجام دیتے رہے۔

اصل بحث کو چھیڑنے سے قبل، ترجمے کی اہمیت اور اس کی مشکلات کے بارے میں اپنے ذاتی تجربے کی روشنی میں اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

اپنے ذاتی مطالعے اور طویل تجربے کی بنا پر میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ترجمے کا کام بہت مشکل ہے، خاص طور پر جب دونوں زبانوں کا مزاج اور اسلوب ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہو۔ عام موضوعات اور کتابوں کے مقابلے میں قرآن حکیم کا ترجمہ بالخصوص انتہائی مشکل ہے۔ صرف اس لیے نہیں کہ وہ کلام الٰہی ہے۔ بلکہ اس لیے بھی کہ اس کی زبان قدیم ترین زبانوں میں سے ہے، اس کا اپنا مزاج، اپنا اسلوب اور اس کے اپنے مخصوص محاورے ہیں۔ اس کے معانی کی وسعت اور گہرائیوں تک صرف اس کی نظر پہنچ سکتی ہے، جس کو عربی زبان وادب پر، خاص طور پر عربوں کی جاہلی شاعری اور ادب پر مکمل طور پر عبور ہو۔

ایک بات اور: مولانا مودودی مرحوم نے لکھا ہے کہ احکامات کی شاید ہی کوئی آیت ہو، جس میں علماء کا اختلاف نہ ہو، اس لیے راقم الحروف نہ تو قرآن کریم کے کسی ترجمے کو اور نہ ہی کسی تفسیر کے شرعی مسئلے کو غلط کہنے کی جسارت کرتا ہے۔

اپنی اس بات کو ختم کرنے سے پہلے ایک قابل غور اور اہم بات علامہ یوسف علی مرحوم کے ترجمۂ قرآن کے بارے میں بھی عرض کر دوں۔ ابھی حال میں، رضوی صاحب کے مضمون کی اشاعت کے بعد، ایک موقع پر ان کے ترجمے کا ذکر آ گیا تو ایک دوست نے، جو خوش قسمتی سے علیگ بھی ہیں، جامعہ ملیہ کے شعبۂ اسلامیات میں پروفیسر بھی ہیں اور اسلامی مسائل پر گہری نظر بھی رکھتے ہیں، نیز علی گڑھ یونیورسٹی کے سنی شعبۂ دینیات کے سابق صدر مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم سے ان کا گہرا اور قریبی تعلق بھی تھا، فرمایا کہ مولانا اکبر آبادی یوسف علی صاحب سے ایک مرتبہ ملے تو انھوں نے فرمایا کہ

آج کل میں قرآنِ مجید کا انگریزی میں ترجمہ کر رہا ہوں اور میرے سامنے بنیادی طور پر شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ہے۔ اگر دونوں ترجموں کو ملا کر باریکی کے ساتھ دیکھا جائے، تو اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ لہٰذا علامہ یوسف علی مرحوم کے ترجمے پر اعتراض کرنے سے پہلے، اُن سب باتوں کو ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے، جن کا خاکسار نے اوپر ذکر کیا ہے۔

رضوی صاحب کے اعتراضات کے بارے میں اظہارِ خیال کرنے سے قبل، ان کے زیرِ بحث مضمون کے بارے میں ایک دو بات عرض کر دوں۔ موصوف نے حوالے کے طور پر ہر اعتراض سے پہلے سورت اور آیت کے نمبر دیدئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کافی نہیں ہے۔ میری رائے میں سورت کے نام کے علاوہ آیت کا وہ متعلقہ حصہ بھی نقل کر دینا چاہئے تھا، جس کے ترجمے پر موصوف کو اعتراض تھا۔ میری ناچیز رائے میں ایسی صورت میں مضمون کی افادیت میں بھی اضافہ ہو جاتا اور قارئین کو مطالعے میں بھی آسانی ہوتی۔ راقم نے اس خامی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ موصوف نے کل ۱۲۶ اعتراضات کیے ہیں۔ میرے خیال میں ان سب کے بارے میں لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ خاکسار نے ان میں سے صرف نو کا انتخاب کیا ہے۔ ان کے علاوہ ایک وہ ہے، جسے خود مدیرِ محترم نے فاضل مضمون نگار کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے، حاشیے میں لکھا ہے۔

اس طرح جواب کی تعداد دس ہو جاتی ہے۔ تلك عشرة كاملة

۱۔ سورہ بقرہ (۲) آیت نمبر ۱۳۶: وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ۔ رضوی صاحب کا اصل اعتراض اس آیت کے لفظ "اسباط" کے ترجمے پر ہے۔ ان کے اعتراض کا خلاصہ خود ان کے الفاظ میں یوں ہے: "لفظ اسباط کا ترجمہ: The Tribes کیا ہے۔ یہ ترجمہ دو پہلوؤں سے محلِ نظر ہے۔ ایک تو یہ کہ لفظ "ٹرائب" میں حرف ٹی کیپٹل لیٹر میں لایا گیا ہے۔ معمولاً تو لفظ ٹرائب کے معنی قبیلے کے ہیں .... لیکن ان آیات زیرِ گفتگو میں تینوں مقامات پر لفظ ٹرائبس میں وارد ہونے والے حرف "ٹی" کو بالالتزام کیپٹل میں لکھا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں صرف قبیلہ کہنا مقصود نہیں ہے، بلکہ اس کا کوئی خاص مفہوم ذہن میں ہے جو میں سمجھ نہیں سکا ہوں....

دوسری بات یہ کہ دی ٹرائبس کو ان انبیائے کرام سے جن کے نام ان آیات میں آئے ہیں، ایک علیحدہ گروہ بتایا گیا ہے، جبکہ اردو کے مترجمینِ قرآن نے ایک تو اسباط کو اولاد کے معنی میں لیا ہے اور دوسرے یہ کہ ان سبھوں نے اس لفظ کا تعلق حضرت یعقوب علیہ السلام سے جوڑا ہے۔۔۔۔۔اس لیے یہاں یہ ترجمہ غیر صحیح ہے اور اسے his descendants ہونا چاہیے۔" (صفحات ۵۹ - ۶۰)

سب سے پہلے لغت میں دیکھنا چاہئے کہ اسباط کے معنی کیا ہیں۔ میرے پاس طالب علموں کی ضروریات کے لیے جیبی سائز کی عربک۔ انگلش لغت ہے جو نیویارک سے شائع ہوئی ہے، جس میں سبط (جمع اسباط) کے معنی دئے ہوئے ہیں: گرینڈ سن: ٹرائب (Of the Israelites)۔ قرآن کے نقطہ نظر سے اس سے کہیں زیادہ ایک اہم لغت ہے: "لغات القرآن" جو کئی جلدوں میں ہے اور جس کے مولف ہیں: مولانا سید عبد الدائم الجلالی۔ اس میں اسباط کے معنی درج ہیں: "قبیلے۔ ایک دادا کی اولاد، سبطٌ کی جمع، جس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں کے آتے ہیں، مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ جب اسباطِ یہود یا اسباطِ بنی اسرائیل کہا جائے تو اس سے مراد قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد ہو۔" (جلد اوّل ص۷۷)

چونکہ علامہ یوسف علی مرحوم کا ترجمۂ قرآن انگریزی میں ہے، اس لیے یہ دیکھنا مفید ہوگا کہ دوسرے مترجمین نے اسباط کے کیا معنی لکھے ہیں؟ اس وقت میرے پیشِ نظر قرآنِ کریم کے دو انگریزی ترجمے ہیں: ایک مرحوم محمد مارماڈیوک پکتھال کا "قرآنِ مجید۔ دی مییننگ آف دی گلوریس قرآن" (مطبوعہ: تاج کمپنی۔ دہلی۔ ۱۹۸۸ء) دوسرا دی قرآن۔ این انگلش ٹرانسلیشن آف دی مییننگ آف دی قرآن" جسے لبنان کے دار الفتویٰ نے دار الشوریٰ کی طرف سے شائع کیا ہے۔ اس کی ایک قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ اسے جمہوریۂ لبنان کی سپریم سنی و شیعہ کونسل نے منظور کیا ہے۔ (مطبوعہ بیروت، لبنان ۱۹۸۰ء)

بقول رضوی صاحب زیرِ بحث لفظ اسباط دو جگہ سورہ بقرہ میں: آیات نمبر ۱۳۶ اور ۱۴۰ اور ایک جگہ سورۂ نساء میں، آیت نمبر ۱۶۳ میں آیا ہے۔ مذکورہ بالا دونوں تراجم میں ہر جگہ بالاتفاق اس لفظ کا ترجمہ ٹرائب کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہوں اول الذکر کے صفحات: ۲۳-۲۴ اور ۹۹ اور موخر الذکر کے صفحات ۱۴-۱۵ اور ۷۱۔

۲۔ سورہ بقرہ (۲) آیت نمبر ۱۳۸: صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً
یوسف علی نے اس کا ترجمہ کیا ہے: (Our religionis)the Baptism of God: And who can baptize than God?(Vol.oneP.58)[له]
علامہ کے اس ترجمے سے اختلاف کرتے ہوئے، رضوی صاحب لکھتے ہیں:
"عربی لفظ صبغہ کے سیدھے معنی رنگ کے ہیں اور اردو کے مترجمین نے یہاں اردو کے اس لفظ رنگ کو ہی اختیار کیا ہے..... انگریزی کا یہ لفظ (بہ معنی اصطباغ یا تپسمہ) اپنا ایک مخصوص اور متعین مفہوم رکھتا ہے.... صبغہ کا ترجمہ انگریزی لفظ بپتزم BAPTISM سے کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔" (صفحات: ۶۰-۶۱)
رضوی صاحب نے اردو مترجمین قرآن کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، وہ علی الاطلاق صحیح نہیں ہے۔ کم از کم مولانا آزاد نے اس عام روش سے ہٹ کر الگ ترجمہ کیا ہے، انھوں نے لکھا ہے: صبغۃ اللّٰہ۔ ہدایت اور نجات کی راہ کسی رسمی اصطباغ یعنی رنگ دینے کی محتاج نہیں، جیسا کہ عیسائیوں کا شیوہ ہے۔ یہ اللّٰہ کا رنگ دیتا ہے اور (بتلاؤ) اللّٰہ سے بہتر اور کس کا رنگ دینا ہو سکتا ہے۔" (ترجمان القرآن (ساہتیہ اکیڈمی ایڈیشن ص۱۰۱)
قرآن حکیم کا جو اردو ترجمہ سعودی حکومت کی عنایت سے شائع ہوا ہے، اس میں ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللّٰہ علیہ کا اور تفسیر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللّٰہ علیہ کی شامل ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مولانا عثمانی مرحوم نے قریب قریب وہی بات کہی ہے جو مولانا آزاد نے لکھی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: (یہودی اور نصرانی) "شیخی میں آکر کہنے لگے کہ ہمارے یہاں ایک رنگ ہے جو مسلمانوں کے پاس نہیں ہے۔ نصرانیوں نے زرد بنا رکھا تھا اور یہ دستور تھا کہ جب ان کے بچہ پیدا ہوتا یا کوئی ان کے دین میں آتا تو اس کو اس رنگ میں غوطہ دے کر کہتے خاصہ

له یوسف علی مرحوم کے ترجمہ کے تازہ ترین ایڈیشن میں اس آیت کا ترجمہ حسب ذیل ہے:
(Our religion) takes its hue from Allah. And who can give a better hue than Allah (P.55)

پاکیزہ نصرانی ہوگیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے مسلمانو! کہو ہم نے خدا کا رنگ، یعنی (دین حق) قبول کیا کہ اس دین میں آکر سب طرح کی ناپاکی سے پاک ہوتا ہے۔" (ف۔۳۔ص۲۶)

۳۔ سورہ بقرہ (۲) آیت نمبر ۲۲۹ : اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ۔ یوسف علی مرحوم نے اس آیت کا جو ترجمہ کیا ہے، اس کے بارے میں بالکل شروع ہی میں رضوی صاحب نے اعتراف کرلیا ہے کہ: "اس سے جہاں تک قرآن کے منشاء کا تعلق ہے، اس میں تو کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا" لیکن اس اعتراف کے باوجود موصوف نے حسب معمول قیل قال سے کام لیا ہے، مگر میرے نزدیک قرآن کا بہترین ترجمہ وہ ہے، جس سے منشاء الٰہی پورا ہو جائے اس لیے اس آیت کے ترجمے کے بارے میں، میرے نزدیک کسی بحث و گفتگو کی ضرورت نہیں ہے۔

۴۔ سورہ بقرہ (۲) آیت نمبر ۲۳۱ : وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِکُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ۔ نیز سورہ طلاق (۶۵) کی آیت نمبر ۲ : فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِکُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ فَارِقُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ان دونوں آیتوں کا علامہ یوسف علی مرحوم نے جو ترجمہ کیا ہے، اس کے بارے میں رضوی صاحب کا خیال ہے کہ ان سے فاش غلطی ہوئی ہے۔[1] وہ مزید کہتے ہیں کہ: بات یہ ہے کہ لغوی اعتبار سے عربی الفاظ فبلغن اجلہن دو معنوں کے متحمل ہیں اجل (مدت) کے مکمل ہو جانے کے بھی اور مدت کے قریب الختم ہونے کے بھی۔ ترجمہ کرتے ہوئے جس سیاق میں یہ الفاظ آئے ہوں اس کی مناسبت سے

---

[1] محترم رضوی صاحب کی پوری بات سمجھنے کے لیے ان کی حسب ذیل عبارت بھی سامنے رکھی جائے فرماتے ہیں جو ترجمہ عبداللہ یوسف علی نے کیا ہے "وہ یہ ہے کہ جب وہ (مطلقہ عورتیں) اپنی عدت کی مدت پوری کرلیں۔ یہ بداہتاً غلط ہے اور اسی طرح 'فامسکوھن' کا ترجمہ 'انھیں واپس لے لو' بھی غلط ہے اس لیے کہ جب مطلقہ کی مدت عدت پوری ہو جائے تو وہ عورت عقد نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور پھر اس کے سابقہ شوہر کے لیے اسے واپس لے لینے کا یا فقہی اصطلاح میں رجوع کا محل ہی باقی نہیں رہتا ص ۶۳ (جلال الدین)

دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوگا۔" (صفحہ ۶۳)

اس سلسلے میں خاکسار کی پہلی گذارش یہ ہے کہ جب کسی لفظ یا الفاظ کے دو معنی ہوں تو مترجم اپنی سمجھ بوجھ اور صوابدید کے مطابق، بالکل آزاد ہے کہ ان دو میں سے جو معنی چاہے اختیار کرسکتا ہے۔ کسی کو اس کا حق نہیں کہ اسے غلط کہے، چہ جائیکہ فاش غلطی۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ کسی نتیجے تک پہنچنے کے لیے، یہ دیکھنا چاہیے کہ عبداللہ یوسف علی مرحوم نے جو ترجمہ کیا ہے، اس میں وہ تن تنہا ہیں یا کچھ دوسرے مترجمین قرآن بھی شریک ہیں۔

اس مہم کی ابتدا اردو کے اولین مترجم اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۵۵ - ۱۸۱۵ء) سے کرتا ہوں۔ پہلی آیت کا ترجمہ وہ اس طرح فرماتے ہیں: "اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو، پھر پہنچیں اپنی عدت کو تو رکھ لو اون کو دستور سے یا رخصت کردو دستور سے۔" (ص۴۸) دوسری آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہو: "پھر جب پہونچیں اپنے وعدے کو تو رکھ لو ان کو دستور سے یا چھوڑ دو ان کو دستور سے۔" (ص۵۵۹)

اب دوسرے سینیر ترین مترجم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسین رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۵۱ء - ۱۹۲۰ء) کا ترجمہ ملاحظہ ہو: "اور جب طلاق دی تم نے عورتوں کو، پھر پہنچیں اپنی عدت تک تو رکھ لو ان کو موافق دستور کے یا چھوڑ دو ان کو بھلی طرح سے۔" (ص۴۶) اس کے بعد سورہ طلاق کی آیت نمبر ۲ کا ترجمہ پیش ہے: "پھر جب پہنچیں اپنے وعدے کو تو رکھ لو ان کو دستور کے موافق یا چھوڑ دو ان کو دستور کے موافق۔" (ص۷۰۴)

اردو کے دو بزرگ مترجمین کے نمونے آپ نے ملاحظہ فرمالیے، اب اس دور کے دو ممتاز مترجمین کے نمونے ذیل میں پیش کرتا ہوں جن سے معلوم ہوگا کہ اِذَا بلغن اجلھن کا انھوں نے بھی وہی ترجمہ کیا ہے جو علامہ یوسف علی مرحوم نے کیا ہے۔ اتفاق سے ان دونوں مترجمین کا تعلق پاکستان سے ہے۔ ان میں سے ایک ممتاز دانشور خواجہ عبدالوحید مرحوم (۱۹۰۱ء - ۱۹۷۹ء) ہیں، جن کی ایک مفید اور منفرد کتاب: "موضوعات قرآن اور انسانی زندگی" چند سال پیشتر، ۱۹۸۹ء میں ادارۂ تحقیقات اسلامی (الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ، اسلام آباد، پاکستان) سے شائع ہوئی ہے۔ پاکستان کے ایک ممتاز محقق مشفق خواجہ صاحب نے موصوف کے تعارف میں

لکھا ہے: "خواجہ صاحب نے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر کا باقاعدہ درس لیا۔ علوم قرآنی اور اصول تفسیر پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا..... انھوں نے عبداللہ یوسف علی اور مولانا عبدالماجد دریابادی کے انگریزی تراجم قرآن کی تصحیح بھی کی۔ اول الذکر کی پہلی طباعت کے بعد اور موخر الذکر کی اشاعت سے پہلے" (موضوعات قرآن اور انسانی زندگی، صفحہ ص) خواجہ صاحب مرحوم نے زیر بحث دونوں آیتوں کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے:

البقرہ (۲) آیت نمبر ۲۳۱: "اور جب تم لوگ اپنی) بیویوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو (یا تو) انھیں قاعدے سے (قید نکاح میں) روک لو یا انھیں قاعدے سے رخصت کردو۔" (موضوعات قرآن، ص۱۲۹)

الطلاق (۶۵) آیت نمبر ۲: "پھر جب وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو انھیں (یا تو) قاعدے کے مطابق (قید نکاح) میں روک لو یا ان کو (اپنے سے) علیحدہ کردو قاعدے کے ساتھ۔" (ایضاً ص۱۳۸)

دوسرے مترجم قرآن اور مفسر مولانا امین احسن اصلاحی ہیں جو برصغیر ہند و پاک کے یگانۂ روزگار مفسر حضرت مولانا حمیدالدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۶۴ء - ۱۹۳۰ء) کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں اور جن کی تفسیر تدبر قرآن نو جلدوں میں شائع ہوئی ہے جو راقم کی نظر میں اردو کی تمام تفاسیر میں بلامبالغہ سب سے بہتر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت مولانا اصلاحی اب بھی حیات ہیں۔ اگرچہ اس وقت ان کی عمر تقریباً ۸۶ سال ہے، مگر اپنے دماغ اور قلم سے کتاب و سنت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ تدبر قرآن کی تکمیل کے بعد اب تدبر حدیث لکھ رہے ہیں۔ زیر بحث دونوں آیات کا انھوں نے جو ترجمہ کیا ہے، وہ ذیل میں پیش ہے:

پہلی آیت کا ترجمہ: "اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور پہنچ جائیں اپنی مدت کو تو ان کو دستور کے مطابق روک لو یا دستور کے مطابق رخصت کردو۔" (تدبر قرآن جلد اول، ص۵۲۵) دوسری آیت: "پس جب وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں تو یا تو دستور کے مطابق نکاح میں رکھو یا دستور کے مطابق جدا کردو۔" (ایضاً جلد ہشتم ص۴۳۳)

اب تک میں نے اردو ترجموں کی مثالیں پیش کی ہیں۔ بہتر ہے کہ انگریزی

ترجمے کے نمونے بھی درج کردئے جائیں۔ محمد مارماڈیوک پکتھال مرحوم لکھتے ہیں:

When ye have divorced women and they have reached their term, then retain them in kindness or release them: (P.37)

دوسری آیت کا ترجمہ: Then, when they have reached their term, take them back in kindness or part from them in kindness: (P.635)

اس کے بعد ڈاکٹر محمود دائی زائد کا ترجمہ ملاحظہ ہو: When you have divorced your wives and they have reached the end of their waiting period, either retain them in honour or let them go with kindness. (P.26)

دوسری آیت کا ترجمہ: When they have reached their prescribed time, either keep them honourably or part with them honourably. (P.420)

یہ بحث ذرا لمبی ہوگئی مگر یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر یوسف علی مرحوم سے زیر بحث دونوں آیتوں کے ترجمے میں کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس غلطی میں اردو اور انگریزی کے ممتاز مترجمین بھی شریک ہیں۔

(۵) سورہ بقرہ (۲) آیت نمبر ۲۴۱: وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَٰعٌۢ بِٱلْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى ٱلْمُتَّقِينَ۔ عبداللہ یوسف علی مرحوم کے ترجمے کے تازہ ترین ایڈیشن میں جو ایک جلد میں شائع ہوا ہے۔ اس آیت کا ترجمہ یوں ہے: For divorced women, Is a suitable gift. This is a duty on the righteous. (P.107).

اس سے پہلے کے ایڈیشن کے ترجمے میں "گفٹ" کے بجائے متاع کا ترجمہ Maintenance, تھا (جلد اول صفحہ ۹۶) دیانت اور تحقیق کا تقاضا تھا کہ رضوی صاحب اس کی وضاحت کردیتے۔ بہرحال سابق ترجمے کے بارے میں رضوی صاحب لکھتے

ہیں: "متاع کا ترجمہ یوسف علی صاحب نے maintenance. کیا ہے، یہ ترجمہ صحیح نہیں ہے۔ انگریزی کے اس لفظ کا ایک مفہوم ہے اور اس کا مترادف اردو میں نان ونفقہ ہے اور اس کے مفہوم میں مقررہ وقفہ وقفہ سے کچھ رقم کی ادائیگی کرتے رہنا شامل ہے، جبکہ اس آیت میں لفظ متاع اس مفہوم میں نہیں آیا ہے۔" (صفحہ ٦٤)

رضوی صاحب نے اپنے اعتراض کی پہلے سے جو عمارت تعمیر کی تھی، وہ موجودہ رائج ایڈیشن کے بعد مسمار ہوگئی۔ نیز شاہ بانو مرحومہ کے مقدمہ میں سپریم کورٹ کے فیصلے سے جو غلط نظیر قائم ہوگئی تھی، مسلم مطلقہ کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کے بنائے ہوئے بل کو پارلیمنٹ نے منظور کرکے قانون کی شکل دیدی ہے، اس کی وجہ وہ نظیر بھی کالعدم ہو گئی، اس لیے یہ مسئلہ فرسودہ ہوگیا ہے لہٰذا یوسف علی مرحوم کے سابق ترجمے کی بنیاد پر بحث وگفتگو کرنے کے لیے اب کوئی جواز نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رضوی صاحب نے لفظ متاع کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس میں کتاب وسنت سے نہ تو کوئی دلیل دی گئی ہے اور نہ ہی کسی لغت سے اس کے معنی کا تعین کیا گیا ہے، اس لیے یہ خالص ان کی ذاتی رائے ہے۔ مگر چونکہ تحقیقاتِ اسلامی جیسے سنجیدہ اور معیاری رسالے میں، جس کا تعلق ایک علمی اور تحقیقی ادارہ سے ہے، یہ سوالات اٹھائے گئے ہیں، اس لیے ان کو نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا انتہائی اختصار کے ساتھ متاع کے بارے میں اپنی مدلل رائے پیش کرتا ہوں جو اس دور کے اہم ترین مسائل میں سے ہے اور جس کا مناسب حل مسلم سماج کے لیے ضروری اور ناگزیر ہے۔

بہتر ہوگا کہ پہلے مختلف لغات کو دیکھ لیا جائے کہ ان میں متاع کے کیا معنی ہیں۔ اس سلسلے میں عربی سے انگریزی کے کئی لغت دیکھے، ان میں منجملہ اور معانی کے ایک معنی NECESSITIES OF LIFE. (ضروریات زندگی) ہے۔ ایک لغت عربی سے اردو میں ہے، جس کا نام مصباح اللغات ہے اور ندوۃ المصنفین دہلی سے شائع ہوا ہے، اس میں متاع کے ایک معنی یہ ہیں: سونے چاندی کے علاوہ سامانِ زندگی۔ اس کے بعد مختلف تراجم قرآن پر ایک نظر ڈال لی جائے۔

اردو کے بیشتر مترجمین نے لکھا ہے کہ خرچ دو۔ ظاہر ہے اس سے ان کا مطلب گذارے سے ہے۔ مثلاً اردو کے اولین بزرگ مترجم قرآن حضرت شاہ

عبدالقادر صاحب نے آیت نمبر ۲۴۱ کا ترجمہ یوں کیا ہے: "اور طلاق والیوں" کو خرچ دینا ہے موافق دستور کے، لازم ہے پرہیزوالوں کو۔" (صفحہ ۴۰) دوسرے ممتاز اور بزرگ مترجم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن مرحوم اس آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں: " اور طلاق دی ہوئی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ہے قاعدے کے موافق ۔لازم ہے پرہیزگاروں پر (ص۴۹) مولانا احمد رضا خاں مرحوم مسلمانوں کے ایک طبقے (بریلوی خیال کے لوگوں کے) امام کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ وہ اردو کے پہلے مترجم قرآن ہیں جنھوں نے سورہ بقرہ کی اس آیت نمبر ۲۴۱ کے ترجمے میں نان ونفقہ کے الفاظ استعمال کیے ہیں لکھتے ہیں: "اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب طور پر نان ونفقہ ہے۔" (کنزالایمان (مطبوعہ پاکستان) صفحہ ۶۱)

عجیب بات ہے کہ موجودہ تصحیح شدہ ترجمے سے پہلے علامہ عبداللہ یوسف علی مرحوم نے زیر بحث آیت کے لفظ متاع کا جب ترجمہ .MAINTENANCE کیا تو ان پر شدید اعتراضات کیے گئے، مگر اس سے پہلے کی آیت نمبر ۲۴۰ [1] میں یہی لفظ آیا ہے اور اردو کے چند ممتاز مترجمین نے اس لفظ متاع کا ترجمہ نان ونفقہ کیا ہے، مگر حیرت کی بات ہے کہ کسی شخص نے بھی ان کے خلاف ایک لفظ کہنے کی جرأت نہیں کی ۔میرے مطالعہ کے مطابق یہ مترجمین حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ (ترجمان القرآن جلد اول ص۲۸۹) (۲) حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ (ترجمۂ قرآن مجید صفحہ ۱۱۷) (۳) حضرت مولانا امین احسن اصلاحی مدظلہٗ (تدبر قرآن جلد اول ص۴۹۸) (۴) الشاہ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (کنزالایمان ص۶۱) (۵) مولانا فرمان علی صاحب (کلام اللہ ص۶۱) [1]

---

[1] آیت ۲۴۰ میں حکم ہے کہ شوہر انتقال سے پہلے بیوی کے لیے ایک سال تک 'متاع' کی وصیت کر جائے اور اس مدت میں اسے گھر میں رہنے کا بھی حق حاصل رہے ۔یہاں 'متاع' سے بالاتفاق نان و نفقہ ہی مراد ہے اسی لیے مترجمین نے اس کا ترجمہ نان ونفقہ کیا ہے ۔لیکن آیتِ میراث کے نازل ہونے کے بعد نان ونفقہ کا حکم ختم ہو گیا اور عدت بھی چار ماہ دس دن قرار پائی ۔

(جلال الدین)

علامہ یوسف علی مرحوم نے موجودہ ایڈیشن سے پہلے دونوں آیتوں میں متاع کا ترجمہ نان ونفقہ کیا تھا۔ رضوی صاحب اس سلسلے میں لکھتے ہیں: "۲: ۲۴۰ میں یہ ترجمہ صحیح ہے، لیکن یہاں ۲: ۲۴۱ میں درست نہیں ہے۔" (ص۶۴) آخر کیوں؟[1] دونوں جگہ لفظ ایک ہی ہے، پھر کوئی وجہ ہونی چاہیے کہ ایک جگہ اس کا ترجمہ نان ونفقہ درست ہے اور دوسری جگہ نہیں۔ اس لفظ کے جو لغوی معنیٰ ہیں" اس کے مطابق دونوں جگہ میری نظر میں، نان ونفقہ صحیح ہے۔

اردو ترجموں کے بعد، اب آئیے انگریزی ترجموں پر بھی ایک سرسری نظر ڈال لیں۔ گذشتہ صفحات میں کسی جگہ میں نے لکھا ہے کہ بنیادی طور پر میرے سامنے دو ترجمے ہیں۔ اس درمیان میں دو ترجمے اور مل گئے، اس لیے اب ان کی تعداد ۴ ہوگئی ہے۔ ایک پکتھال مرحوم کا۔ دوسرا وہ جو جمہوریۂ لبنان سے شائع ہوا ہے۔ تیسرا ایم۔ ایچ شاکر مرحوم کا "القرآن الحکیم" جو نیویارک سے شائع ہوا، جس کا تیسرا ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۸۹ء میرے پیشِ نظر ہے اور چوتھا، ایس۔ وی۔ میر احمد علی کا "دی ہولی قرآن" یہ بھی یو ایس سے شائع ہوا ہے اور ۱۹۸۸ء کا ایڈیشن میرے پاس ہے۔ چونکہ یوسف علی مرحوم کا ترجمہ اس بحث کی بنیاد تھا، اس لیے اب تک میں نے اس تقابلی مطالعے میں اس کو شامل نہیں کیا تھا، لیکن چونکہ اس کے تازہ ایڈیشن میں تصحیح اور ترمیم واصلاح کردی گئی ہے، اس لیے کوئی وجہ نہیں کہ اس مطالعے میں اسے بھی شامل نہ کیا جائے، لہٰذا اب یہ پانچواں ترجمہ ہے جو میرے پیشِ نظر ہے اور حسب ضرورت اس کا حوالہ بھی دیا جائے گا۔

پہلے ترجمے میں زیر بحث آیت (سورہ بقرہ آیت ۲۴۰) کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

---

[1] اس کی وجہ محترم رضوی صاحب نے لکھ دی ہے کہ "آیت (۲۴۱) میں لفظ متاع (نان ونفقہ) کے مفہوم میں نہیں آیا ہے بلکہ بوقت طلاق مطلقہ کو اس کے مہر، اس کے اپنے جہیز کے سامان یا بعد شادی اس کو ملے ہوئے تحائف وغیرہ اور نفقہ عدت کے علاوہ کچھ مزید بہ شکل نقد یا مناسب مالیت کی اشیا بطور حسن سلوک دینے کے معنی میں آیا ہے" ص۶۴ متاع کا لفظ چھوٹی بڑی قابل استفادہ ہر چیز کے لیے آتا ہے۔ ویسے پوری دنیا کو بھی متاع کہا گیا ہے۔ سورۂ بقرہ آیت ۲۴۱ میں متاع سے کیا مراد ہے، اس پر تفصیلی بحث کے لیے ملاحظہ ہو راقم کی کتاب "مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ، بحث 'مطلقہ کا نفقہ' (جلال الدین)
۶۹م

MAINTE- دوسرے ترجمے میں - PROVISION FOR THE YEAR (P.39)
NANCE. (نان ونفقہ) ہے۔(صہ۲۷) تیسرے، چوتھے اور پانچویں ترجمے میں بھی مینٹننس (نان ونفقہ) ہے۔ صفحات حسب ترتیب، ۳۴ - ۱۶۵ اور ۱۰۶ ہیں۔

ضمناً ایک بات عرض کردوں کہ انگریزی میں پراویزن اور مینٹیننس مترادف کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مولوی عبدالحق مرحوم کی لغت - انگریزی اردو ڈکشنری میں پراویزن کے معنی ہیں: اسم (بحالت جمع) خورد ونوش۔ مصدر: اشیائے خورد و نوش بہم پہنچانا۔ ایک اور لغت مصباح اللغات - عربی سے اردو، اس میں متاع کے معنی درج ہیں: "سونے چاندی کے علاوہ سامانِ زندگی"۔

اس بات کے لیے کہ انگریزی میں نان ونفقہ کے لیے بالعموم پراویزن کا لفظ مروج ہے، ایک پکا اور ناقابل تردید ثبوت پیش خدمت ہے۔ مولانا مودودی مرحوم کی اردو تفسیر تفہیم القرآن کا ایک ترجمہ پاکستان سے شائع ہوا ہے اور ایک ہندوستان سے جماعت اسلامی ہند شائع کر رہی ہے۔ اس کی صرف تین جلدیں میری نظر سے گذری ہیں۔ اوپر ہم نے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۰ کے ترجمے کے سلسلے میں لکھا ہے کہ مولانا مودودی مرحوم نے "مَتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ" کا ترجمہ کیا ہے کہ ایک سال تک ان کو نان ونفقہ دیا جائے"۔ انگریزی کے زیرتذکرہ ترجمہ میں نان ونفقہ کا ترجمہ مینٹیننس کی جگہ پراویزن کیا گیا ہے۔ "ONE YEAR'S provision" (صفحہ ۱۸۵) اس سے واضح ہے کہ پراویزن اور مینٹیننس کے ایک ہی معنی ہیں۔

مجھے افسوس ہے کہ یہ بحث کافی طویل ہوگئی مگر مجھے امید ہے کہ یہ پیچیدہ مسئلہ اگر پوری طرح نہیں تو بڑی حد تک صاف ضرور ہوگیا ہے۔

۶۔ سورہ بقرہ (۲) آیت نمبر ۲۷۵: اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا۔ اس آیت کے علاوہ جہاں جہاں لفظ الربٰو آیا ہے، علامہ یوسف علی مرحوم نے اس کا ترجمہ یوژری (USURY) کیا ہے۔ رضوی صاحب کا کہنا ہے کہ "یہ صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ انگریزی کا یہ لفظ بہ اعتبار لغت بہت زیادہ شرح سود کے لیے خاص ہے"، وغیرہ (صفحہ ۴۶) اس سلسلے میں مجھے دو باتیں عرض کرنی ہیں: پہلی یہ کہ انگریزی کے بیشتر مترجمین نے ربٰوا کا ترجمہ یوژری کیا ہے۔ اس سے پہلے میں نے انگریزی کے پانچ

ترجموں کا ذکر کیا ہے جو اس وقت میرے پیش نظر ہیں، ان میں سے چار نے ہر جگہ ربوا کا ترجمہ یوژری کیا ہے، صرف میر احمد علی نے انٹرسٹ کیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے صفحات کے حوالے نہیں دے رہا ہوں۔ البتہ اس مسئلے پر اپنی ذاتی رائے پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب قرآن حکیم نازل ہوا تو عربوں میں صرف ایک ہی شرح سود رائج تھا، جسے رضوی صاحب نے زیادہ شرح سود کے نام سے ذکر کیا اور جسے قرآن نے ربٰوا کہا ہے اور جو آزادی سے قبل اس برصغیر میں ساہوکارہ کہا جاتا تھا — بیاج در بیاج — آزادی کے بعد اسے خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔

۷۔ سورۂ آل عمران (۳) آیت نمبر ۴۶: وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ الخ رضوی صاحب کا اعتراض یہ ہے کہ: "یہاں یوسف علی صاحب نے قرآنی لفظ فی المہد کے لیے انگریزی لفظ: CHILDHOOD. استعمال کیا ہے، جبکہ اس لفظ (مہد) کا ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب اور مولانا اشرف علی تھانویؒ نے جھولا اور مولانا مودودیؒ نے گہوارہ استعمال کیا ہے۔" (ص ۶۵)۔ لیکن اگر وہ کچھ ترجمے اور بھی دیکھ لیتے اور اس آیت کے الفاظ مہد اور کہلاً پر خود بھی غور کر لیتے تو مجھے یقین ہے کہ اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔ موصوف نے شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ پیش کیا ہے، لیکن کسی مصلحت سے شاہ عبد القادرؒ کا ترجمہ دیکھنے کی زحمت نہیں کی، جبکہ ان کا ترجمہ زیادہ مقبول ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب نے ان کے ترجمہ کے بارے میں لکھا ہے: "اس کی خصوصیت میں سے یہ ہے کہ انھوں نے (قرآن کی) زبان کے مقابلے میں ایسی زبان اختیار کی ہے، جس میں عموم اور خصوص اور اطلاق و تقلید اور محل استعمال کا پورا لحاظ ہے۔ یہ اللہ کی ایسی عنایت ہے، جس کے لیے وہ چند ہی لوگوں کو مخصوص کرتا ہے[۱]۔" آل عمران کی آیت ۴۶ کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب کے الفاظ میں ملاحظہ ہو: لکھتے ہیں: "اور باتیں کرے گا لوگوں سے جب ماں کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا۔" (ص ۵۰)۔ سورہ مریم کی آیت نمبر ۲۹ کا ترجمہ یوں ہے: "بولے، ہم کیوں کر بات کریں اس شخص سے کہ وہ گود میں ہے لڑکا۔" (ص ۳۰۸)۔ تقریباً یہی ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ نے بھی کیا ہے۔ زیر بحث

---

[۱] معترضین ابوالکلام آزاد (مولف: عبد اللطیف اعظمی) صفحہ ۱۱۸ بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت (حصہ پنجم صفحہ ۳۸۶)

۱۷۴

پہلی آیت کا ترجمہ ہے: "اور باتیں کرے گا لوگوں سے جبکہ ماں کی گود میں ہوگا اور جبکہ پوری عمر کا ہوگا۔" (ص۷۷) دوسری آیت: "بولے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ وہ ہے گود میں لڑکا۔" (ص۴۰۹)

مولانا مودودیؒ مرحوم نے مہد کا ترجمہ گہوارہ ضرور کیا ہے، مگر سورہ مریم کی ۲۷ سے ۲۹ تک کی آیات کا جو خلاصہ بیان کیا ہے، اس سے "گود" ہی کا ثبوت ملتا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے: "پھر وہ اس بچے کو لیے ہوئے اپنی قوم میں آئی، لوگ کہنے لگے، اے مریم! یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا۔ اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی کوئی بدکار عورت تھی۔" مریم نے بچے کی طرف اشارہ کردیا۔ لوگوں نے کہا: "ہم اس سے کیا بات کریں جو گہوارے میں پڑا ہوا ایک بچہ ہے۔ (ص۴۸۰)۔ اولاً تو مجھے اسی میں شبہ ہے کہ حضرت مریمؑ کے زمانے میں گہوارے کا رواج رہا ہوگا، آج کل کی طرح پہیہ دار گاڑی کا رواج تو بہر حال نہیں رہا ہوگا، اس لیے حضرت مریمؑ جب اپنے نومولود بچے کو لے کر اپنی قوم کے پاس گئی ہوں گی تو یقیناً اپنی گود میں لے کر گئی ہوں گی۔

میں نے اوپر کی سطروں میں "فی المہد" اور "کہلا" کے ایک ساتھ ذکر پر اپنی ذہنی الجھن کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس طرف بالعموم مترجمین یا مفسرین نے توجہ نہیں کی ہے، میرے استاد محترم اور برصغیر ہندو پاک کے ممتاز مفسر، مولانا امین احسن اصلاحی مدظلہ نے اس الجھن کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے لکھا ہے: "گہوارے میں کلام کے ساتھ ان کے کہولت کے کلام کا حوالہ دینے سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ ان کے گہوارے کی بات بچوں کی نہیں ہوگی، بلکہ اس کے اندر بھی پختہ سن و سال کی دانائی ہوگی۔" (تدبر قرآن جلد دوم ص۹۴)

۸۔ سورہ التوبہ (۹) آیت نمبر ۶۰: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الخ رضوی صاحب کا ارشاد ہے کہ یہاں لفظ صدقہ کا ترجمہ ALMS, سے کرنا جو عام خیرات کے معنی رکھتا ہے، درست نہیں ہے۔" (صفحہ ۶۷) حسب معمول یہ اعتراض بھی درست نہیں ہے۔ المورد انگریزی سے عربی کا ایک مشہور لغت ہے، جو بیروت سے شائع ہوا ہے۔ اس میں ALMS. کا ترجمہ صدقات اور صدقہ درج ہے۔ علاوہ ازیں انگریزی کے جن پانچ ترجموں کا گذشتہ سطور میں میں نے ذکر کیا ہے، ان سب میں صدقات کا ترجمہ

ALMS سے کیا گیا ہے۔ اختصار کی خاطر صفحات کا حوالہ نہیں دے رہا ہوں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ تفہیم القرآن کا جو انگریزی ترجمہ جماعت اسلامی ہند سے شائع ہوا ہے، اس میں بھی صدقات کا ترجمہ یہی کیا گیا ہے۔ (جلد دوم صفحہ ۲۲۱)۔ محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا ایک انگریزی ترجمہ "دی قرآن" کے نام سے برطانیہ سے شائع ہوا ہے۔ اس کا ۱۹۷۰ء کا ایڈیشن میرے سامنے ہے، اس میں بھی صدقات کا ترجمہ المس کیا گیا ہے۔ (صفحہ ۱۸۱)

(۹) سورہ الاحزاب (۳۳) آیت نمبر ۶۰ : وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ۔ علامہ یوسف علی مرحوم نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: And those who stir up sedition in the city. (تازہ ایڈیشن ص۱۲۶۵)

رضوی صاحب کا ارشاد ہے کہ: "اس میں لفظ سڈیشن بالکل غلط ہے۔ انگریزی کے اس لفظ کا ایک متعین مفہوم ہے اور وہ ہے حکومت وقت کے خلاف مہم اور اس کے خلاف معاندانہ جذبات کا ابھارنا۔ اس آیت کا کوئی تعلق حکومت سے نہیں ہے۔" (ص۶۸) موصوف نے بالکل صحیح فرمایا کہ اس آیت کا اُس زمانے کی حکومت سے کوئی تعلق نہیں تھا اور ہوتا بھی کیونکر جبکہ عہد رسالت میں سرے سے کوئی منظم حکومت تھی ہی نہیں[1] لیکن سماج تو تھا اور اسی سے آنحضرت صلعم کو واسطہ پڑا تھا اور اسی کو بدلنے کی آپ دن رات کوشش میں لگے ہوئے تھے اور اسی سماج میں منافقین اور مسلم سماج دشمن عناصر مسلمانوں کو بدنام کرنے، ان کے حوصلوں کو پست کرنے اور ان پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات کی مہم میں مشغول تھے۔ زیر بحث آیت میں اسی کا ذکر ہے اور اس صورت کی وضاحت اور منظر کشی کے لیے سڈیشن کا لفظ غلط نہیں ہے۔ اصل میں رضوی صاحب مُرجفون کے گہرے اور وسیع مفہوم کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ ان کے خیال میں اس لفظ کے معنی صرف افواہ پھیلانے کے ہیں۔ چنانچہ علامہ کے ترجمے کی تصحیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس کا صحیح ترجمہ ہوگا: Those who spread false rumour in the city

---

[1] یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ عہد رسالت میں کوئی منظم حکومت نہیں تھی۔ وہاں قرآن مجید کی شکل میں ایک دستور تھا، جو قومی اور بین الاقوامی امور سے بحث کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اپنے قول وعمل سے اس کی شرح وتفسیر فرما رہے تھے، مدینہ اور پھر بعد میں پورے حجاز پر اس دستور کی حکمرانی تھی۔ انتظامیہ، عدلیہ، مالیہ، تعلیم وتربیت اور دفاع سب کچھ اسی کے تابع تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی کتاب عہد نبوی کا نظام حکمرانی میں اس پر عمدہ بحث ہے۔ ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر محمد لٰسین مظہر صدیقی نے اس موضوع پر بہت ہی مفصل علمی اور تحقیقی کام کیا ہے ان کی صحیح کتاب کا نام ہے "عہد نبوی میں تنظیم حکومت وریاست"، اس کے مطالعہ سے مذکورہ بالا خیال کی تردید ہو جاتی ہے۔ (جلال الدین)

پہلی بات یہ کہ ریومر (افواہ) کہتے ہی ہیں بے بنیاد خبر کو، پھر اس کے ساتھ فالس (غلط) لگانے کی کیا ضرورت تھی؟ دوسری بات یہ کہ مُرجفون کے معنی ہیں: شورش پیدا کرنے والے۔ ایجیٹیشن کرنے والے۔ عوام کو ورغلانے والے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آئیے لغت اور دوسرے ترجموں کے ذریعہ اس لفظ کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

صاحب قاموس القرآن مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی مرحوم نے اس کے معنی لکھے ہیں: فساد کرنے والے (صفحہ ۴۸۸) مولانا امین احسن اصلاحی صاحب لکھتے ہیں: "لغت میں ارجاف کے معنی لوگوں کے اندر اضطراب اور بے چینی پھیلانے کے ارادے سے بُری اور فتنہ انگیز خبروں کا پروپیگنڈہ کرنا ہے۔" (تدبر قرآن، جلد ششم صفحہ ۲۷۱) مصباح اللغات میں ہے: "ارجف: لوگوں کو بھڑکانے کے لیے بُری خبروں کو پھیلانا"۔ یوسف علی مرحوم نے سڈیشن کا جو لفظ استعمال کیا ہے، بہتر ہے کہ لغت میں اس کے معنی بھی دیکھ لیے جائیں۔ بیروت کے مشہور اور مستند لغت: المورد — قاموس الانکلیزیہ۔عربی — کے مطابق ہے: تحریض علی الفتنۃ (یعنی فتنے کی ترغیب دینا یا فتنے کے لیے لوگوں کو ابھارنا۔

اس کے بعد ایک نظر انگریزی کے ترجموں پر بھی ڈال لیں: پکتھال مرحوم نے مُرجفون کے لیے ALARMISTS. کا لفظ استعمال کیا ہے (صد ۱۵۴)۔ جمہوریہ لبنان (بیروت) کے دار الفتویٰ سے شائع ہونے والے ترجمے میں قرآن حکیم کے اس لفظ کے لیے SCANDAL-MONGERS. کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ایم۔ ایچ شاکر مرحوم اور میر احمد علی، دونوں نے AGITATORS لکھا ہے اور مولانا مودودی مرحوم نے اردو کے دوسرے مترجمین سے ذرا ہٹ کر ہیجان انگیز افواہیں لکھا ہے۔ (ترجمۂ قرآن مجید صـــ۱۰۷۷)

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حسب معمول رضوی صاحب کا یہ اعتراض بھی غلط ہے۔

رضوی صاحب نے کل ۱۲۶ اعتراضات کیے تھے، ان میں سے خاکسار نے صرف نو کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ میں نے پورے خلوص اور دیانتداری کے ساتھ خالص علمی اور معروضی انداز اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کہیں میرے قلم نے میری خواہش کا ساتھ نہ دیا ہو یا میری کوئی دلیل یا توجیہہ کمزور رہ ہو تو قارئین سے درخواست ہے کہ براہ کرم مجھے ذاتی طور پر اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

تحقیقاتِ اسلامی سہ ماہی رسالہ ہے، نیز اس میں مراسلات کا غالباً کوئی کالم نہیں ہوتا، اس لیے براہِ راست مجھے لکھا جاسکتا ہے۔

استدراک یا پس نوشت

رضوی صاحب نے اپنے مضمون کی ابتدا میں انگریزی کے صرف دو تراجم کے بارے میں لکھا ہے کہ "وہ برصغیر ہند و پاکستان میں زیادہ معروف و مقبول ہیں" جن میں نومسلم مترجم قرآن محمد اسد صاحب کا ترجمہ شامل نہیں ہے، حالانکہ میرے علم کے مطابق اس کو بھی بڑی شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے جب میں نے اس مضمون کو لکھنے کا ارادہ کیا تو اس ترجمے کو بھی حاصل کرنے کی کوشش کی، مگر بدقسمتی سے اس کوشش میں اُس وقت کامیابی ہوئی جب یہ مضمون مکمل ہوچکا تھا اور مجلہ "تحقیقات اسلامی" کو بھیجنے والا تھا۔ اب اتنا وقت نہیں تھا کہ اس ترجمے کو اطمینان سے دیکھتا اور پوری طرح استفادہ کرتا، اس لیے صرف چند ضروری ترجموں پر ایک نظر ڈالی جنھیں ذیل میں لکھتا ہوں۔ اس سے پہلے چند لفظوں میں اس ترجمے کا تعارف پیش کرتا ہوں۔

اس ترجمے کا پورا نام ہے: دی میسج آف دی قرآن: ترجمہ و تشریح از محمد اسد۔ رضوی صاحب نے موصوف کا پورا نام محمد لیوپولڈ اسد لکھا ہے۔ اس ترجمے کے ناشر ہیں: دارالاندلس، جبرالٹر اور تقسیم کار: ای۔ جے برل۔ لندن۔ اپنے ترجمے کے بارے میں فاضل مترجم نے لکھا ہے کہ: ابتدائی نو سورتوں کا ترجمہ ۱۹۶۴ء میں اور مکمل ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا، یہی ایڈیشن اس وقت خاکسار کے پیشِ نظر ہے۔ انگریزی کے اختلافی یا زیرِ بحث ترجموں میں سے چند کے نمونے حسب ذیل ہیں:-

۱۔ الاسباط: وَمَآ أُنزِلَ إِلَىٰٓ إِبرٰهیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط۔ محمد اسد کے ترجمے میں ایک خاص اور قابلِ ذکر فرق یہ ہے کہ مولانا مودودی مرحوم نے اولادِ یعقوب اور مولانا امین احسن اصلاحی صاحب نے نسلِ یعقوب کیا ہے، مگر محمد اسد نے اس آیت میں جن میں انبیاء کا ذکر آیا ہے، اس لفظ کی نسبت ان سب کی طرف ہے۔ ملاحظہ ہو And their descendants (P.28)

۲۔ مناع: سورہ بقرہ کی دونوں آیتوں ۔ نمبر ۲۴۰ و ۲۴۱ کے ترجموں میں علامہ یوسف علی مرحوم کی طرح محمد اسد صاحب نے بھی مینٹیننس (نان و نفقہ) کیا ہے۔ (حسب ترتیب صفحات ۵۳-۵۴)

۳۔ ربوا: وقت کی کمی کی وجہ سے صرف سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۷۵ کا ترجمہ میں دیکھ سکا۔ یہاں بھی یوسف علی مرحوم کی طرح یوژری کیا ہے۔ (صفحہ ۶۱)

۴۔ انما الصدقات: یہاں پر انگریزی کے دوسرے مترجمین سے بالکل مختلف لفظ استعمال کیا ہے، وہ ہے The offerings (صفحہ: ۲۶۹)

۵۔ موصوف نے المرجفون کا ترجمہ وہی کیا ہے، جسے یوسف علی صاحب کے ترجمے کی اصلاح کرتے ہوئے رضوی صاحب نے تجویز کیا ہے، یعنی False Rumours (صفحہ: ۶۵۱) میں نے وہاں بھی لکھا تھا کہ یہ ترجمہ غلط ہے اور اب بھی کہتا ہوں۔ انگریزی کے دوسرے مترجمین کے ترجمے بہ شمول یوسف علی صحیح ہیں۔ مولانا مودودی کا ترجمہ "ہیجان انگیز افواہیں سے" کسی حد تک مرجفون کا مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔

ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی کی ایک تازہ پیش کش

مولانا سید جلال الدین عمری کی نئی کتاب

اسلام اور مشکلات حیات

- اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں پر مشکلات اور مصائب کیوں آتے ہیں؟
- اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو ملّی اور اجتماعی، شخصی اور انفرادی مشکلات سے کیوں گزارا جاتا ہے؟
- امراض، جسمانی تکالیف، مالی مشکلات، حادثات اور صدمات میں ایک مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟
- مرض اور مشکلات حیات میں خودکشی کیوں ناجائز ہے؟
- مرض کی شدت میں کسی کی جان کیوں نہیں لی جاسکتی؟

یہ کتاب قرآن و حدیث کی روشنی میں ان سوالات کا جواب فراہم کرتی ہے، مؤثر انداز بیان، دل نشیں بحث اور علمی اسلوب آفسٹ کی حسین طباعت، خوب صورت سرورق۔ ضخامت ۸۸ صفحات۔ قیمت ۸ روپے

ملنے کا پتہ: منیجر مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱